ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

درس رمضان المبارک 2025ء
درس نمبر9

رمضان کا پیغام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرہ:184)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اُسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الرَّمَضَانُ لِاَنَّہٗ یَرْمَضُ الذُّنُوب۔

(کنز العمال کتاب الصوم)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِس مبارک مہینے کا نام "رمضان" اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ یہ گناہوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

میرے آج کے درس کا عنوان ہے **"رمضان کا پیغام"**

رمضان مہینے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے صفاتی نام رمضان کی طرف جوڑی ہے نیز اِس بابرکت مہینہ کو شہرُاللہ یعنی اللہ کا مہینہ کہا گیا اور ہم یہ بھی سن آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِس مہینے کا نام رمضان کیوں رکھا۔ آج کے درس میں ہم اِس کے اِسی فلسفہ اور حکمت کو مزید جاننے کی کوشش کریں گے۔ مَیں نے اوپر جو حدیث بیان کی ہے اُس میں "رمضان" کے معنی تپش اور جلانے کے بیان ہوئے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کی تشریح فرمارہے ہیں کہ رمضان کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ پس یہی رمضان کا پیغام ہے کہ تمام گناہوں کو مٹا دیا جائے۔ چونکہ رمضان کے تیس دن انسان نیکیاں کرتا ہے اور گناہوں سے بچا رہتا ہے تو آہستہ آہستہ اس میں نیکیوں کی عادت پڑ جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیے گناہوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اس لیے اس مہینے کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ رمضان رمض سے ہے یہ گناہوں کو جلا کر مٹا دیتا ہے۔

(کنز العمال کتاب الصوم)

لغت کے اعتبار سے رمضان کے معنٰی ہیں جھلسا دینے والے کے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے رمضان کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان کا نام اِس وجہ سے رمضان ہے کہ وہ گناہوں کو بھسم کر دیتا ہے اس کا مادہ رمض ہے۔

(مکاشفۃ القلوب مطبوعہ مصر صفحہ 356)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں رمضان کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، بخشش اور مغفرت کی کثرت کی وجہ سے گناہوں کو جلا کر ختم کر دیتا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس مہینہ کو یہ نام اس لئے بھی دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام میں جب یہ مہینہ آیا تو سخت جھلسا دینے والی گرمی تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"رَمَض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لیے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح

نہیں کیونکہ عرب کے لیے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔"

(الحکم 24 جولائی 1901ء)

"رمضان" کے معنی "دو گرمیاں" بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کے معنی جسمانی اور روحانی گرمی کے بھی ہوں گے۔ یعنی جب انسان پانی نہیں پیتا تو اس کے بدن میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے گرمیوں میں اکثر بکثرت پانی پینے کا کہتے ہیں تاکہ گرمی سے محفوظ رہا جاسکے۔ دوسرے روحانی لحاظ سے بھی ایک جوش اور ولولہ کی حدت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ان دونوں کا نام رمضان پڑ گیا۔ اسی طرح روزے کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں جس کے معنی امساک یعنی رکنے کے ہیں۔ روزے کی فلاسفی اس لفظ کے اندر پوشیدہ ہے۔ یعنی روزے دار خدا تعالیٰ کے فرمان کے تابع بعض ان جائز اور حلال چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک لیتا ہے جن کا وہ عام دنوں میں استعمال کرتا ہے۔

صوم لفظ میں ایک اور بڑا پیغام ہے جو دراصل روزے کی جان ہے وہ یہ کہ جب انسان خدا کی خاطر حلال اور طیب چیزوں سے بھی رک جاتا ہے تو وہ کیسے حرام چیزوں کو اختیار کرے گا۔ پس یہ پیغام ہے کہ جب تم نے حلال چیزوں کو چھوڑ دیا تو حرام چیزوں سے بچنا تو بدرجہ اولیٰ ہے۔ پس حرام چیزوں کے قریب ہرگز نہ جانا۔ بڑا ہی بے وقوف ہو گا وہ شخص جو حلال چیزوں سے تو پرہیز کرے مگر حرام چیزوں سے نہ بچے جو پہلے ہی منع کر دی گئی ہیں جو سخت مضر اور مثلِ زہر ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جو ہمیں رمضان دیتا ہے اور بارہ مہینوں میں ایک مہینہ خاص طور پر اس کی ریہرسل کرانے کے لیے آتا ہے جس میں حرام تو کجا بعض حلال اور پاک چیزوں کو بھی انسان چھوڑ دیتا ہے تاکہ انسان کے دل میں حرام اور ناجائز چیزوں کے خلاف نفرت پیدا ہو اور وہ گناہوں سے بچنے لگے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ روزے رکھ کر بھی بدیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ لَّمۡ یَدَعۡ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیۡ أَنۡ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

(بخاری کتاب الصوم)

یعنی جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ ایسا شخص کھانا اور پینا چھوڑ دے۔ روزہ تو دراصل گناہوں اور بدیوں کو جلانے کے لیے آتا ہے اور انسان کو حرام تو کیا بعض حلال اور جائز کام کرنے سے بھی منع کرتا ہے اور بدیوں کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے۔ مگر جو روزہ رکھ کر بھی انہی گناہوں میں گر جائے تو پھر اس کا بھوکا پیاسا رہنا کسی بھی ثواب اور اجر کا مستحق نہیں بلکہ وہ تو اور بھی زیادہ گنہگار ہو گا اور زیادہ کڑی سزا کا مستحق ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

"جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لیے چھوڑتا ہے جن کا استعمال کرنا اس کے لیے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اس ست اسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے اور جب خدا کے لیے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں کی طرف پڑ ہی نہیں سکتی۔"

(الفضل 17 دسمبر 1966ء)

اس حرارتِ جسمانی و روحانی کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں، ہمارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گزر جائیں، کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں، کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور اُن میں حائل ہوتا چلا جائے لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اُن صدیوں اور سالوں کو اِس مہینے نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے ہیں بلکہ محمد رسول اللہؐ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لیے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 393)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”رمضان کا لفظ رَمَضٌ سے نکلا ہے اور جب ہم رَمَضٌ کے مختلف معانی پر غور کرتے ہیں تو اس کے بہت سے معنی ایسے ہیں جن کا ماہ رمضان سے تعلق واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب عربی میں أَرْمَضَ الشيئُ کہا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں أَحرَقَهُ اُسے جلا دیا۔ اس لفظ میں سوزش کا تصور پایا جاتا ہے۔ اگر کہا جائے أَرْمَضَ الرَّجُلُ تو اس کے معنی ہوتے ہیں أَوْجَعَهُ اس کو دکھ پہنچایا۔ تکلیف دی۔ جب ہم ان دو معانی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ماہ رمضان سے تعلق ہے۔ اس طرح پر کہ وہ لوگ جو دین اسلام کے منکر ہیں یا اسلام میں تو داخل ہیں لیکن ان کے اندر روحانی کمزوری ہے۔ وہ اس مہینہ کو محض دکھ اور درد، بھوک اور پیاس اور بے خوابی کا مہینہ سمجھتے ہیں۔ انہیں اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس کی برکات سے وہ کوئی حصہ لیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے جو نیک اور مومن بندے ہیں وہ اس مہینہ کی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 54-55)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”آنحضرتؐ نے چودہ سو سال پہلے جو بات فرمائی دیکھیں کیسی صحت کے ساتھ وہ بات فرمائی، کتنی سچی بات فرمائی صُوْمُوْا تَصِحُّوْا روزے رکھا کرو صحت اچھی ہو جائے گی۔ پھر ایک موقع پر فرمایا صبر کے مہینے کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں اور رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے...... سینے کی گرمی میں ایک وہ گرمی بھی ہے جو میں نے بتایا ہے Heart Burns اور اس قسم کی چیزیں لیکن اصل سینے کی گرمی میں روحانی طور پر نقصان دہ جذبات اور اشتعال انگیز باتیں ہیں۔ بعض لوگوں کے سینے کھولتے رہتے ہیں بعض بری نیتوں کے ساتھ، بعض بدیوں کے ساتھ، کچھ غصوں کے ساتھ تو اوّل معنی وہ ہے جو سینے کی گرمی دور کرنے کا ہے...... جسم کی اندرونی تیزابی گرمی اس کے لیے علاج موجود ہے لیکن یہاں ظاہر ہے کہ مراد سینے کے طیش، سینے کے کھول، غصے کی حالت میں سینے میں جو باتیں ابلتی رہتی ہیں یا نفسانیت کے جوش سے جو سینے میں جذبات کھولتے رہتے ہیں رمضان ان کا بہترین علاج ہے۔“

(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 76 خطبہ جمعہ 26 جنوری 1996ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں اور سورج کی تپش سے جو گرم ممالک ہیں ان کو علم ہے کہ کیا حال ہوتا ہے اور پھر اگر حبس بھی شامل ہو جائے اس میں تو اور بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ گرمی دانے وغیرہ نکل آتے ہیں اور جن بیچاروں کے پاس اس گرمی کے توڑ کے لئے ذرائع نہیں ہوتے، سامان میسر نہیں ہوتے وہ اس حالت میں جسم میں جلن اور دانوں میں خلش وغیرہ محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اب تو خیر یہاں یورپی ممالک میں بھی گرمی اچھی خاصی ہونے لگی ہے اور ذرا سائے سے باہر نکلیں تو دھوپ کی چبھن حال خراب کر دیتی ہے تو یہ جو تکلیف ہو رہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کھانے پینے کو چھوڑ کر، جسمانی لذتوں کو چھوڑ کر، میری خاطر کچھ وقت تکلیف برداشت کرو یہ بھی اسی طرح کی تکلیف بعض اوقات ہو رہی ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کی خاطر تکلیف برداشت کرتے ہو تو پھر تمہارے اندر سے بھی ایک جوش پیدا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی گرمی پیدا ہونی چاہئے اور اس سے پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ تو بیرونی تکلیف بھوک پیاس کی اور اندرونی جوش اللہ تعالیٰ کی محبت کی گرمی اکٹھی ہو جائیں تو اسی کا نام رمضان (یعنی دو گرمیاں) ہے۔“

(خطبہ جمعہ 31 اکتوبر 2003ء)

پس روزے کا پیغام یہی ہے کہ رمضان کی گرمی کی شدت ہم میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا حاصل کرنے کی شدت کو بڑھا دے ہم کوئی ایسا کام نہ کرنے والے ہوں جس سے خدا تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہو۔ ہمارے روزے حقیقی روزے ہوں اور ہم ان تمام بشارتوں کے مستحق ٹھہریں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ اِسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنوں کو نصیحت فرمائی فَاحْفَظُوْا فِيْهِ أَنْفُسَكُمْ (کنز العمال) کہ اِس ماہ میں اپنے نفسوں کی خاص طور پر حفاظت کرو اور جو تمام شرائط کے ساتھ روزے رکھے گا اور مَنْ صَانَ نَفْسَهُ وَدِيْنَهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ کہ جو اپنے نفس اور اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے یہ مہینہ گزارے گا تو قرآن واحادیث میں بیان تمام قسم کے اجر، برکات اور نعمتوں کا مستحق ٹھہرے گا۔ اِن شاء اللہ

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دِمار

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✪✪✪✪